مقدمہ ابن صلاح سے قبل تالیف کردہ

اُصولِ حدیث کی کتب کا تعارف

مولانا اعجاز علی
فاضلِ جامعہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو انسانوں کی ہدایت کے لیے نازل فرمایا، اس کی تشریح کے لیے احادیث مبارکہ کا ورود حضور ﷺ کی ذاتِ مبارکہ سے صادر فرمایا۔ ان احادیث مبارکہ کو سمجھنے، نیز اس کی حفاظت کے واسطے محدثین کرام و مجتہدین عظام نے چند ایسے اصول مرتب کیے ہیں، جنہیں محدثین کی اصطلاح میں ’’فنِ اصولِ حدیث‘‘ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اس سلسلہ میں ہمیں کتبِ احادیث، اسماء الرجال، اور جرح وتعدیل پر لکھی گئی کتب کے علاوہ کبار صحابہؓ سے بھی کچھ واقعات ملتے ہیں، جن میں سے بطورِ نمونہ کچھ کا ذکر پیشِ خدمت ہے:

حافظ ذہبیؒ (متوفی: ۷۴۸ھ) نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے احوال میں لکھا ہے:

’’وہ پہلے آدمی تھے جنہوں نے قبولِ خبر میں احتیاط سے کام لیا ہے۔‘‘(۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے:

’’انہوں نے محدثین کے لیے روایت میں جانچ پڑتال کا طریقہ وضع کیا اور جب انہیں شک ہوتا تو خبرِ واحد کو قبول کرنے میں توقف سے کام لیتے تھے۔‘‘(۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے امام ذہبیؒ لکھتے ہیں:

’’وہ امام عالم تھے اور روایت قبول کرنے میں چھان پھٹک سے کام لیتے، یہاں تک کہ حدیث روایت کرنے والے سے قسم کا مطالبہ کرتے تھے۔‘‘(۳)

ان حضرات کی احتیاط صحابہ کرامؓ پر کسی قسم کے عدمِ اعتماد کا نتیجہ نہیں تھی، کیونکہ یہ سب لوگ صحبتِ رسول سے فیض یافتہ تھے، بلکہ یہ متقیانہ روش تھی کہ حضور ﷺ کی طرف سماع وفہم کی غلطی سے کوئی غلط بات

منسوب نہ ہو، اور اکثر صحابہؓ روایت کرتے وقت حضور اکرم ﷺ سے مروی یہ قول پیش نظر رکھتے تھے:

''من كذب علي متعمّدا فليتبوأ مقعدهٗ من النار.''(۴)

''جو شخص جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے، اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لینا چاہیے۔''

صحابہ کرامؓ کو عہدِ رسول کی قربت، ان کی عدالت اور شرف کی بنا پر حدیث کے باب میں جرح سے محفوظ گردانا جاتا ہے، کیونکہ ''الصحابةؓ کلھم عُدول'' کے تحت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں۔

اصولِ حدیث کی تدوین کا سبب

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مختلف فتن کا ظہور ہوا، تو منجملہ ان میں سے ایک وضعِ حدیث کا فتنہ بھی تھا، اس لیے اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ایسے قواعد اور اصول مرتب ہوں، جن کی روشنی میں حدیث کے کھرے اور کھوٹے پن کا اندازہ لگایا جاسکے، اور حدیث کے ردوقبول میں اس پر فیصلہ کیا جاسکے۔ اسی بات کی طرف معروف تابعی کبیر امام محمد بن سیرینؒ (۱۱۰ھ) نے اپنے قول میں اشارہ کیا، جسے ''مقدمہ صحیح مسلم'' میں امام مسلمؒ (۲۶۱ھ) نے ان الفاظ میں نقل کیا:

''لم يكونوا يسألون عن الإسناد، فلما وقعت الفتنة قالوا: سموا لنا رجالكم، فينظر إلىٰ حديث أهل السنة فيؤخذ حديثهم، وينظر إلى أهل البدع، فلايؤخذ حديثهم.''(۵)

''پہلے لوگ اِسناد کے بارے میں زیادہ تحقیق نہیں کیا کرتے تھے، لیکن جب فتنہ کا آغاز ہوا تو کہنے لگے: ''تم اپنے رجال (راویوں) کے نام بتاؤ، تاکہ اہلِ سنت کی روایت کو قبول کیا جاسکے اور اہلِ بدعت کی حدیث کو رد کیا جاسکے۔''

اسی طرح دوسری صدی ہجری کی ابتدا میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی مساعی سے تدوینِ حدیث کا کام شروع ہوا تو امام ابن شہاب الزہریؒ نے جمعِ احادیث اور تنقیحِ روایات کے سلسلے میں اصول وقواعد ضبط کیے، حتیٰ کہ بعض علماء نے انہیں ''علم مصطلح الحديث'' کا موجد قرار دیا ہے۔

کتبِ اصول حدیث کا تعارف

❶-''الرسالة'' محمد بن ادریس شافعیؒ (۱۵۰ھ-۲۰۴ھ)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ہی باقاعدہ طور پر فنِ اصولِ حدیث کو ایک کتابی شکل میں مرتب کیا۔ اس کتاب

میں فنِ اصولِ حدیث کی چند اہم مباحث پر مفصل کلام فرمایا:

۱- مرد وعورت دونوں کی حدیث قبول کی جائے گی۔

۲- غیر مدلس کی روایتِ عنعنہ کو قبول کیا جائے گا۔

۳- جن کی روایت قبول کی جائے گی، ان کے اوصاف بھی بیان کیے جائیں گے۔

۴- جو راوی روایتِ حدیث میں کثرت سے غلطیاں کرتا ہو، اس کی خبر رد کر دی جائے گی۔

۵- راوی کی عدالت کا جاننا ضروری ہے۔

۶- ضبط وعدالت کا ثبوت کیسے ہوتا ہے؟ اس کا جاننا بھی ضروری ہے۔

۷- صحیح اور قابل استدلال حدیث میں کیا فرق ہونا چاہیے؟

۸- حجیتِ حدیث پر مفصل ومدلل کلام فرمایا ہے۔

۹- خبرِ واحد کا حجت ہونا بھی مدلل فرمایا ہے۔

۱۰- روایت بالمعنی کیوں اور کہاں تک جائز ہے؟ اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

۱۱- مرسل ومنقطع کا ضعف اور وہ مؤیدات جن کی وجہ سے مرسل ومنقطع قابل استدلال بن جاتے ہیں۔

۱۲- متابعات وشواہد کا کسی حدیث کی تقویت میں کیا کردار ہے؟

۱۳- متعارض نصوص میں جمع وتطبیق کا طریقہ اور ناسخ ومنسوخ، راجح ومرجوح کی تعیین کے اصول بیان کیے اور مثالوں کے ذریعہ انہیں سمجھایا۔

۱۴- روایت وشہادت کے ابواب کن مسائل میں متفق ہیں اور کن میں مختلف ہیں، ان میں تمیز قائم کی۔ (۶)

ان کے علاوہ بھی بہت سی اہم حدیثی وفنی مباحث زیبِ کتاب ہیں، جو کتاب میں جا بجا دیکھی جاسکتی ہیں۔

اس فن کے بعض قواعد کی طرف کتبِ حدیث میں محدثین نے اشارہ کیا ہے، بعض اہم اصولوں کو امام بخاریؒ (متوفی: ۲۵۶ھ) نے اپنی کتاب ''صحیح البخاري'' میں تراجمِ ابواب کی صورت میں نقل کیا ہے:

۱: باب قول المحدث: حدثنا وأخبرنا.	۲: باب ما یذکر في المناولة.
۳: باب متی یصح سماع الصغیر.	٤: باب في طلب العلم.
٥: الحرص علی الحدیث	٦: باب کتابة العلم. (۷)

یہ تو صرف چند تراجمِ ابواب کے اصولوں کا ذکر ہے، اس کے علاوہ بھی امام بخاریؒ نے کئی مقامات پر حدیث کے متعلق اصول ذکر کیے ہیں۔

''صحیح بخاری'' میں موجود چند اہم اصول

①-''وإنما يؤخذ بالآخر فالآخر من فعل النبي صلی الله علیه وسلم.''[۸] یعنی آپ ﷺ کی زندگی کے آخری عمل کو لیا جائے گا۔

②:''والزيادة مقبولة.''[۹] یعنی (ثقہ راوی) کی زیادتی قبول ہوگی۔

③:''والمفسر يقضي على المبهم، إذا رواه أهل الثبت كما روى الفضل بن عباس رضي الله تعالیٰ عنهما: أن النبي صلی الله علیه وسلم لم يصل في الكعبة وقال بلال رضي الله تعالیٰ عنه: قد صلى، فأخذ بقول بلالؓ وترك قول الفضل.''[۱۰]

ترجمہ: ''مبہم روایت کی وضاحت مفسر روایت سے کی جائے گی، جبکہ ثقہ راوی اُسے نقل کرے، جیسے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کعبہ میں نماز نہیں پڑھی، حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پڑھی ہے۔ اب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا قول لیا جائے گا اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول چھوڑ دیا جائے گا۔''

یہاں پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی روایت میں تفسیر ہے، اس لیے قول ان کا ہی لیا جائے گا۔

④- مثبت اور منفی روایت میں مثبت روایت کو ترجیح ہوگی۔ یہ اصول امام بخاریؒ کی بیان کردہ اسی مثال سے ماخوذ ہیں:

''كما روى الفضل بن عباس رضي الله تعالیٰ عنهما: أن النبي صلی الله علیه وسلم لم يصل في الكعبة وقال بلال رضي الله تعالیٰ عنه: قد صلى، فأخذ بقول بلالؓ و ترك قول الفضل.''[۱۱]

یہاں پر حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول منفی ہے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا قول مُثبِت ہے، تو مُثبِت کو منفی پر ترجیح ہوگی۔

''مقدمہ مسلم'' میں موجود چند اہم اصول

اسی طرح امام مسلمؒ (متوفی ۲۶۱ھ) نے اپنی معروف کتاب ''صحیح مسلم'' کے مقدمہ میں چند اہم

اصول بیان کیے ہیں: مثلاً:
١- ''حاملینِ حدیث'' کی طبقات میں تقسیم۔
٢- ''منکرِ حدیث'' کی طبقات میں تقسیم۔
٣- ''زیادتِ''ثقہ''۔
٤- ''روایتِ حدیث'' کے آداب۔
٥- دین میں سند کا مقام وحیثیت اور سند کی اہمیت سے متعلق کبار اہلِ علم کے زریں اقوال۔
٦- جرح وغیبت کے درمیان فرق، نیز جرح غیبت میں داخل نہیں۔
٧- ''حدیثِ معنعن'' پر مدلل انداز میں بحث۔
٨- احادیث گھڑنے کے اسباب۔
٩- روایتِ حدیث میں افتراء کے اسباب۔
١٠- صحابہ کرامؓ کی نقلِ حدیث میں احتیاط۔
اس قسم کے نہایت اہم اصول امام مسلمؒ نے اپنی کتاب صحیح مسلم کے مقدمہ میں بیان کیے ہیں۔

2- ''المحدث الفاصل بين الراوي والواعي''

امام ابومحمد الحسن بن عبدالرحمٰن بن خلاد الرامہرمزیؒ، رامہرمز [۱۲] شہر کی طرف نسبت ہے جو کہ فارس میں خورستان کے اندر شہر کے ایک قصبہ میں واقع ہے اور یہ جنوب مغرب ایران میں ہے، جو خلیجِ عرب کے قریب ہے۔

مؤرخین نے ان کا سنِ ولادت ذکر نہیں کیا ہے، مگر غالب یہ ہے کہ ان کی ولادت ۲۶۵ھ میں ہے۔

''وقال الإمام الذهبيؒ: كتاب ''المحدث الفاصل بين الراوي والواعي علوم الحديث''، وما أحسنه من كتاب.'' [۱۳]

''امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ: ''یہ کتاب ''المحدث الفاصل بين الراوي والواعي'' علوم الحدیث کے بارے میں ہے، اور بہت ہی اچھی کتاب ہے۔''

اس کتاب کے بارے میں بہت سے علماء نے اظہار فرمایا ہے کہ اصول وعلوم حدیث میں جامع کتاب ہے۔

اس میں راوی ومحدث کے آداب، تحملِ حدیث اور صیغِ اداء کے طریقے بیان کیے ہیں۔

’’أول من صنف في ذٰلك القاضي أبو محمد الرامهرمزي في كتابه ’’المحدث الفاصل بين الراوي والواعي‘‘ لكنهٗ لم يستوعب.......‘‘(۱۴)

ترجمہ: ’’سب سے پہلے جس نے اس فن پر کتاب تصنیف کی، وہ قاضی ابومحمد رامہرمزی ہیں، جن کی کتاب کا نام ’’المحدث الفاصل‘‘ ہے، لیکن انہوں نے اس فن کا استیعاب نہیں کیا۔‘‘

اس کتاب کی کبار محدثین نے تعریف کی ہے، اس میں علم حدیث اور راویوں کا مقام، طلب حدیث میں نیت، اوصافِ طالبِ حدیث، سندِ عالی اور نازل، طلبِ حدیث میں سفر، ایسے لوگ جو اپنے آباء واجداد کی طرف منسوب ہیں یا جن کے نام متفق ہیں یا جو کنیتوں سے معروف ہوگئے ہیں، ان کے کارناموں کو اچھی طرح ضبط کیا گیا ہے، پھر اس کے بعد سماعِ حدیث کی تفصیلی بحث مذکور ہے۔

یہ اس فن کی ابتدائی کتابوں میں سے ہے، اور ظاہر ہے فن پر پہلی مرتبہ جو کتاب لکھی جائے اس میں موضوع کا مکمل احاطہ اور استیعاب نہیں ہو پاتا، اس کتاب میں سماعت و درایت کے اہم اصول و آداب بیان کیے گئے ہیں، لیکن جامعیت و استیعاب نہیں، تاہم متقدمین کے ہاں اس کتاب کو ایک مستقل بنیادی حیثیت حاصل ہے، بعد میں آنے والے علماء نے اسی منہج پر اپنی کتابیں مدون کی ہیں، یہ کتاب ڈاکٹر عجاج خطیب کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ ’’دارالفکر‘‘ دمشق سے طبع ہوئی ہے۔

❸- ’’معرفة علوم الحديث‘‘

اس کتاب کے مصنف امام المحدثین ابوعبداللہ حاکم نیساپوریؒ ہیں، (۳۲۱ھ - ۴۰۵ھ) ان کو ’’صاحب التصانيف‘‘ بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ ان کی تصنیفات تقریباً ایک ہزار کے قریب ہیں۔ ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کا شمار اپنے زمانہ کے حفاظ میں کیا جاتا تھا:

’’قيل: إن أربعة من الحفاظ تعاصروا الدارقطني ببغداد و عبد الغني بمصر وأبو عبد الله بن مندة بإصبهان وأبوعبد الله الحاكم بنيسابور، أما الدارقطني فأعلمهم بالعلل وأما عبدالغني فأعلمهم بالأنساب وأما ابن مندة فأكثرهم حديثا وأما الحاكم فأحسنهم تصنيفا.‘‘(۱۵)

امام حاکم ابی عبداللہؒ کی مشہور تصنیف ’’معرفة علوم الحديث‘‘ ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے علومِ حدیث کے مباحث کو عمدہ اسلوب کے ساتھ باون (۵۲) انواع میں ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب ’’معرفة علوم الحديث‘‘ بعد میں آنے والوں کے لیے ایک قابلِ اعتماد مرجع و ماخذ بنی، حافظ ابن صلاحؒ نے بھی کافی

حد تک حاکم ہی کے نقشِ قدم کی پیروی کی ہے۔ مصطلحِ حدیث پر منظم طریقہ سے لکھی جانے والی کتابوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ اس کے متعلق لکھتے ہیں:

’’والحاكم أبو عبد الله النيسابوري لكنهٗ لم يهذب ولم يرتب.‘‘(۱۶)

ترجمہ: ’’امام ابوعبداللہ حاکم نیساپوریؒ نے (بھی کتاب تصنیف کی)، لیکن انہوں نے اسے مہذب ومنقح نہیں کیا اور نہ مرتب کیا۔‘‘

اس کتاب ’’معرفة علوم الحديث‘‘ کے تین نسخے ہندوستان سے شائع ہوئے ہیں:

①-ایک نسخہ مکتبہ خدابخش عظیم آباد سے چھپا ہے۔

②-دوسرا نسخہ مولانا حبیب الرحمٰن خان شیروانی صاحب کے مکتبہ سے چھپا ہے۔

③-تیسرا نسخہ سید معظم حسین کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ’’دائرة المعارف العثمانية‘‘ حیدر آباد دکن سے چھپا ہے۔

4-’’المدخل إلى معرفة الصحيح والسقيم من الأخبار.‘‘

یہ امام ابوعبداللہ حاکم نیساپوریؒ کا ایک مختصر رسالہ ہے، جس میں انہوں نے اس فن سے متعلق چند مفید مباحث کا تذکرہ کیا ہے، یہ کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے، بلکہ درحقیقت یہ امام حاکمؒ کی مشہور تصنیف ’’الاكليل في الحديث‘‘ کا مقدمہ ہے، جو اس کتاب کی تصنیف کے بعد لکھا گیا تھا۔

’’الإكليل في الحديث‘‘ ایک جامع کتاب ہے، جس میں ہر قسم کی احادیث موجود ہیں، یہ رسالہ امیر منظور کی فرمائش پر لکھا گیا، اس میں حدیث صحیح کی دس قسمیں لکھی ہیں، پانچ متفق علیہ اور پانچ مختلف فیہ، پھر مجروحین کے بھی دس طبقات قائم کیے ہیں، اور اس پر ایسی مفید معلومات نقل کی ہیں جو دیگر اصولِ حدیث کی کتابوں میں نہیں ملتیں۔

محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانیؒ (متوفی ۱۴۲۰ھ) نے اس رسالے پر ایک مقالہ لکھا ہے، جو اردو زبان میں ’’المدخل في أصول الحديث کا تفصیلی ناقدانہ جائزہ‘‘ کے نام سے طبع ہے۔ اب یہ مقالہ ’’اصولِ حدیث کی بعض اہم مباحث‘‘ نامی کتاب میں موجود ہے۔

ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوعبداللہ حاکمؒ کے بارے میں بجا طور پر فرمایا:

’’ومن فحول علمائه - يعني علوم الحديث - ... أبو عبد الله الحاكم، وتآليفه فيه مشهورة، وهو الذي هذبه وأظهر محاسنه.‘‘(۱۷)

یعنی ’’اس فن میں کمال رکھنے والے علماء وائمہ میں امام ابوعبداللہ حاکمؒ ہیں، ان کی تالیفات اس فن

میں مشہور ہیں، ان ہی نے اس فن کو نکھارا اور اس کی خوبیاں اُجاگر فرمائی ہیں۔''

❺- ''المستخرج علی معرفة علوم الحدیث''

امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانیؒ (متوفی ۴۳۰ھ) نے امام حاکمؒ کی کتاب ''معرفة علوم الحدیث'' پر بعض استدراکات کیے ہیں اور جو مباحث ان سے چھوٹ گئے تھے، ان کا اضافہ کیا اور بعض تسامحات کی نشاندہی بھی کی یعنی کہ حاکم کے ذکر کردہ مسائل کو مزید منقح اور مثالوں سے واضح کر دیا، یا بعض مسائل پر واقع ہونے والے اعتراضات ذکر کر دیے ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں:

''وتلاہ أبو نعیم الأصفهاني فعمل علی کتابه مستخرجا وأبقی أشیاء للمتعقب.''(۱۸)

ترجمہ: ''(امام حاکمؒ) کے بعد ابونعیم اصبہانیؒ آئے، اور انہوں نے اس کتاب پر استخراج کا کام کیا اور کچھ چیزیں بعد میں آنے والوں کے لیے چھوڑ دیں۔''

اس کتاب کے متعلق یہ ہے کہ اب تک اس کی طباعت نہیں ہوئی ہے اور اس کی موجودگی کے متعلق کچھ پتا نہیں ہے، مگر بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس کتاب کا ایک مخطوطہ ''مکتبہ بریلی'' میں ہے۔

❻- ''الکفایة في علم الروایة''

اس کتاب کے مصنف حافظ ابوبکر احمد بن علی بن ثابتؒ جو کہ خطیب بغدادی سے معروف ہے۔ (۳۹۲ھ-۴۶۳ھ)

یہ کتاب مصطلحاتِ حدیث کے مسائل سے بھرپور اور روایت کے قواعد کے بیان سے بھری ہے۔ اس کتاب کا شمار اس فن کے اہم ترین مصادر میں ہوتا ہے۔ مصنف نے اس میں تمام مفید مباحث کو حسنِ ترتیب کے ساتھ ابواب کی صورت میں مرتب کیا ہے، اور بعض اہم باتوں کو سند کے ساتھ نقل کیا ہے، اس فن کی بنیادی مباحث کے لحاظ سے یہ کتاب نہایت جامع ہے۔

❼- ''الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع''

اس کتاب میں خطیب بغدادیؒ نے محدث اور طالب کے آداب ذکر کیے ہیں، روایتِ حدیث کے دوران کن باتوں کی رعایت رکھنی چاہیے، حدیث لکھنے اور سننے کے آداب، کتابتِ حدیث اور تحریرِ حدیث کے آداب، حدیث کو آگے نقل کرنے کے آداب، اس قسم کے دیگر مفید آداب پر یہ کتاب مشتمل ہے، یہ کتاب شیخ محمود طحان کی تحقیق سے دو (۲) جلدوں میں ''مکتبة المعارف'' سے شائع ہوئی ہے۔

حافظ ابن حجرؒ ان دونوں (الکفایۃ، الجامع) کتابوں کے متعلق فرماتے ہیں:

’’ثم جاء بعد هم الخطيب أبو بكر البغدادي، فصنف في قوانين الرواية كتابًا سماه ’’الكفاية‘‘ وفي آداب سماه ’’الجامع‘‘ وقل فن من فنون الحديث إلا وقد صنف فيه كتابًا مفردًا.‘‘(۱۹)

ترجمہ: ’’ان کے بعد خطیب ابوبکر بغدادی آئے اور انہوں نے قوانینِ روایت کو ’’الکفایۃ‘‘ میں اور آدابِ روایت کو ’’الجامع‘‘ میں جمع کیا۔ انواعِ حدیث پر کوئی شاذ و نادر ایسا موضوع ہوگا جس پر انہوں نے مستقل کوئی کتاب نہ لکھی ہو۔‘‘

۸-’’الإلماع إلیٰ معرفة أصول الرواية وتقييد السماع‘‘

قاضی عیاض بن موسیٰ یحصبی مالکیؒ (متوفی: ۵۴۴ھ) ایک مشہور و معروف مستند فقیہ و محدث ہیں۔ انہوں ایک رسالہ ’’الإلماع‘‘ لکھا، جس میں روایت و سماعت اور اس کے اصول و قواعد درج کیے۔ نظم و ترتیب کے اعتبار سے اس فن میں یہ نہایت مفید ہے۔

اس کے اندر مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت نہایت مفید مضامین کا تذکرہ ہے:

۱-باب في شرف علم الحديث وشرف أهله. ۲-باب في آداب سماع الطالب.

۳-متی يصح سماع الصغير. ٤-القراءة على الشيخ.

٥-المناولة. ٦-الإجازة لكتب معينة.

یہ کتاب ترتیب و اُسلوب کے اعتبار سے نہایت مفید ہے، ہر اہم بات کو عنوان کے تحت سہل انداز میں تحریر کیا گیا ہے۔

۹-’’ما لا يسع المحدث جهله‘‘

امام ابوحفص عمر بن عبدالمجید المیانجیؒ (متوفی ۵۸۱ھ) کا ایک مختصر رسالہ ہے، جس میں اختصار کے ساتھ حدیث کی چند مصطلحات کی تعریف کی گئی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس رسالہ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

’’وأبو حفص الميانجي جزءا سماه ’’ما لا يسع المحدث جهله.‘‘(۲۰)

ترجمہ: ’’ابوحفص میانجیؒ نے ایک رسالہ لکھا ہے، جس کا نام ’’ما لا يسع المحدث جهله‘‘ ہے۔‘‘

اس رسالہ کی ابتدا میں علم کی فضیلت سے متعلق احادیث ہیں اور پھر ’’حدثنا‘‘ اور ’’أخبرنا‘‘ میں

فرق ہے، اِجازہ اور مناولہ کے متعلق مختصر بحث ہے، پھر ایک باب ''باب في اللحن'' ہے جس میں حدیث ''نضر اللہ امرأ'' کو تحریر کیا ہے، پھر ''باب من يروى عنه ومن لا يروى عنه'' ہے۔ یہ رسالہ مشہور محقق عالم شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ (متوفی: ۱۴۱۷ھ) کی تعلیق وتخریج کے ساتھ ''مطبوعات الإسلامية'' حلب سے شائع ہوا ہے۔ شیخ عبدالفتاحؒ نے ''خمس رسائل في علوم الحديث'' کے نام سے ایک کتاب تالیف کی ہے جس میں پانچ رسائل کو عمدہ تعلیقات کے ساتھ جمع کیا ہے، اور یہ رسالہ بھی ان میں شامل ہے۔

⑩-''معرفة أنواع علوم الحديث المعروف مقدمة ابن صلاح''

اس کے بعد حافظ ابن صلاحؒ (متوفی: ۶۴۳ھ) نے ''معرفة أنواع علوم الحديث'' کتاب تصنیف کی، جو کہ مقدمہ ابن صلاح سے معروف ہے، جو اس فن کی سب سے اہم ومفید کتاب ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب میں تمام مباحث کو یکجا جمع کر دیا جو دیگر کتابوں میں متفرق تھے۔ اسی وجہ سے بعد میں آنے والے علماء نے اس کتاب کی خدمت کی ہے، بعض نے اس کا اختصار لکھا، بعض نے اس کو نظم میں لکھا، بعض نے اس پر استدراکات کیے، بعض نے اس میں اضافات کیے، بعض نے اس پر اعتراضات، تو دیگر بعض نے جوابات دیے ہیں، اس لیے آج تک اس کتاب کو اصولِ حدیث کے فن پر بنیادی کتاب سمجھتے ہوئے درساً پڑھایا جاتا ہے، خصوصاً جو بھی اصولِ حدیث کے فن میں مہارت حاصل کرنا چاہتا ہو تو وہ اس کا مطالعہ ضرور کرے گا۔

حوالہ جات

١-كان أول من احتاط في قبول الأخبار. تذكرة الحفاظ (ج: ١، ص: ٢) مكتبة الحرم المكي - معرفة علوم الحديث، مقدمة المصحح.

٢-وهو الذي سن المحدثين التثبت في النقل وربما كان يتوقف في خير الواحد إذا ارتاب الخ. تذكرة الحفاظ (ج: ١، ص: ٤)، مكتبة الحرم المكي.

٣-كان إماما عالما متحر يا في الأخذ بحيث أنه يستخلف من يحدثه بالحديث. تذكرة الحفاظ (ج:١، ص:١٠)، مكتبة الحرم المكي.

٤-صحيح البخاري، كتاب العلم (ج:١، ص:٢١) مكتبة قديمى كتب خانه.

٥-مقدمة صحيح مسلم: باب بيان الإسناد من الدين الخ-(ج:١، ص:١١)، مكتبة قديمى كتب خانه.

٦-العرف الفياح في شرح مقدمة ابن الصلاح، مكتبة غزنوى، ص: ٦٢.

٧-صحيح البخاري، - كتاب العلم (ج:١، ص: ١٤- ١٥ -١٧- ٢٠- ٢١)، مكتبه قديمى كتب خانه.

٨-المصدر السابق، (ج:١، ص: ٩٤)، كتاب الأذان.

٩- المصدر السابق، (ج:١ ص:٢٠١)، - كتاب الزكوة - باب العشر فيما يسقى من ماء السمآء و المآء الجاري.

١٠- المصدر السابق، (ج:١، ص:٢٠١)، - كتاب الزكوة الخ.

١١- المصدر السابق، (ج:١، ص: ٢٠١)، كتاب الزكوة باب العشر فيما يسمى من مآء السمآء والمآء الجاري.

١٢-رامهرمز، بفتح الميم وضم الهاء، وسكون الراء الثانية، وهي من كليتين (رام) و (هرمز).

١٣- مقدمة : المحدث الفاصل بين الراوي والواعي (ص: ٢٨)، مكتبه دار الفكر.

١٤-شرح نخبة الفكر (ص: ١٣)، قديمی کتب خانه.

١٥- مقدمة : معرفة علوم الحديث، المكتبة العلمية، تذكرة المصنف.

١٦-شرح نخبة الفكر (ص، ١٣)، مكتبه قديمی کتب خانه.

١٧-مقدمه ابن خلدون، (ص، ٤٤٣)، الفصل السادس في علوم الحديث من الباب السادس من الكتاب الأول في العلوم وأصنافها الخ مطبعة مصطفى محمد.

١٨- شرح نخبة الفكر (ص: ١٣)، قديمی کتب خانه.

١٩-شرح نخبة الفكر (ص: ١٤)، قديمی کتب خانه.

٢٠-شرح نخبة الفكر (ص، ١٤)، قديمی کتب خانه.

.....❀.....❀.....❀.....

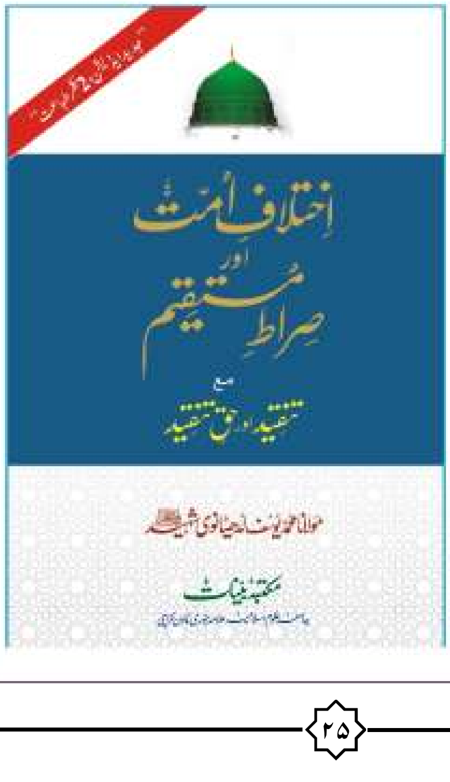

2 کلر ایڈیشن:
Rs. 800/-

سادہ ایڈیشن:
Rs. 500/-